علمائے کرام کا واٹس ایپ گروپ
بزم علماء والأئمہ
03345613913
CamScanner

وصیت کی اہمیت
اور
اس کے لکھنے کا طریقہ
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم
www.Sukkurvi.com
مکتبۃ الاسلام کراچی

بزمِ علماء والأئمة
صرف علماء ، طلباء اور خطباء شامل ہوں
03345613913
آنے والا جمعہ کس عنوان پہ مناسب یا ضروری ہے
اس بارے میں
اپنی مفید آراء و تجاویز اور ان
سے متعلقہ کتب اوپر دئیے
گئے نمبر پہ ارسال فرمائیں

وصیت کی اہمیت

اور

اس کے لکھنے کا طریقہ

تالیف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

فہرست مضامین

موضوع: وصیت کی اہمیت
اور اس کے لکھنے کا طریقہ

مقام: جامعہ دار العلوم کراچی

تاریخ: 5/2/2015

دن: منگل

وقت: بعد عصر تا مغرب

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ

الذین اصطفیٰ ط اما بعد!

ہمارے معاشرے میں شرعی طریقہ سے وصیت کرنے کا رواج نہیں ہے بلکہ اکثر مسلمانوں کو اس کی اہمیت کا بھی علم نہیں اور جن کو کچھ علم ہے، انہیں وصیت لکھنے کا طریقہ معلوم نہیں، اس لئے اس طرف متوجہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس موضوع پر بندہ نے بیان کیا اور قرآن وحدیث سے اس کی فضیلت اور تاکید بیان کی اور اس کے لکھنے کا آسان طریقہ واضح کیا تو سامعین نے اس کو بہت مفید بتایا اور اس کی اشاعت پر زور دیا، اور ساتھ ہی وصیت نامہ کا نمونہ بنانے کی فرمائش کی، بندہ کو ایسا کرنا بھی مفید معلوم ہوا۔

بنامِ خدا، اس کام کو شروع کیا، بیان بھی مرتب ہو گیا اور نمونہ بھی تیار ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دونوں زیورِ طبع سے

آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھ میں ہیں، اس کا نام ''وصیت کی اہمیت اور اس کے لکھنے کا طریقہ'' ہے، اللہ پاک اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور مسلمانوں کے لئے نافع اور مفید بنائیں، ناشر و مرتب کو جزاءِ خیر عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبیّ الکریم محمد وّ آلہٖ واصحابہ أجمعین.

ناکارہ خلائق

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفاء اللہ عنہ
۲۱-۶-۱۴۳۶ھ
سکھر سندھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا.

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌO تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُO وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ

يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ O (النساء: آیت ۱۲ تا ۱۴)

صدق الله العظيم

ترجمہ

(مگر) جو وصیت کی گئی ہو اس پر عمل کرنے کے بعد اور مرنے والے کے ذمے جو قرض ہو اس کی ادائیگی کے بعد، بشرطیکہ (وصیت یا قرض کے اقرار کرنے سے) اس نے کسی کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر بات کا علم رکھنے والا، بردبار ہے۔ (۱۲) یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ایسے لوگ ہمیشہ ان (باغات) میں رہیں گے، اور یہ زبردست کامیابی ہے۔ (۱۳) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کو ایسا عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔ (۱۴) (آسان ترجمۂ قرآن)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

اس وقت میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا ایک ایسا حکم بیان کروں گا اوراس کی کچھ تفصیلات بیان کروں گا، جس سے اکثر مسلمان مرد وعورت بے خبر ہیں، بلکہ دیندار مسلمانوں میں سے بھی اکثر اس حکم سے غافل ہیں، اور جو واقف ہیں، عمل ان کا بھی نہیں، البتہ مسلمانوں میں جو بہت ہی خاص الخاص اور اللہ والے ہیں، اور جن کا بزرگوں سے خصوصی تعلق ہے، وہ اس پر عمل کر لیتے ہیں، اور وہ وصیت کرنے کا حکم ہے۔

بیان کرنے کا مقصد

بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ حکم جاننا بھی چاہئے اوراس پر عمل بھی کرنا چاہئے، کیونکہ یہ عمل بعض صورتوں میں فرض ہوتا ہے، اور بعض صورتوں میں واجب، اور فرض و واجب کو جاننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے، اور بعض صورتوں میں مستحب ہوتا ہے، جس پر عمل کرنا مستحب ہے، اور بعض صورتوں میں جائز اور مباح ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس پر عمل کرنا بھی جائز اور مباح ہے، اور بعض صورتوں میں ناجائز ہوتا ہے، ایسی

صورت میں اس سے بچنا ضروری اور واجب ہوتا ہے۔

وصیّت کے بارے میں ایک غلط فہمی

بعض لوگوں میں اس حکم کے بارے میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے، وہ غلط فہمی یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکم زندگی کے آخری حصے میں ہے، جب آدمی مرنے لگے تو اس پر عمل کر لینا چاہئے، یہ بات صحیح نہیں، بلکہ وہ حکم ایسا ہے کہ ہر مسلمان عاقل، بالغ کے لئے ساری زندگی پر محیط ہے، اس پر نوجوانوں کو بھی عمل کرنا چاہئے، جوانوں کو بھی عمل کرنا چاہئے، درمیانی عمر والوں کو بھی عمل کرنا چاہئے، ادھیڑ عمر والوں کو بھی عمل کرنا چاہئے، اور بوڑھوں کو بھی عمل کرنا چاہئے، مردوں کو بھی عمل کرنا چاہئے، عورتوں کو بھی عمل کرنا چاہئے۔

چند تمہیدی باتیں

اس حکم کو بیان کرنے سے پہلے میں اس کی تمہید عرض کر دوں، تا کہ اس حکم کا سمجھنا آسان ہو۔

دیکھئے! جب کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے، جو کچھ وہ اپنی ملکیت میں چھوڑ کر جاتا ہے، جس کو ترکہ کہتے ہیں، اس میں ترتیب وار از روئے شرع چار حکم متعلق ہوتے ہیں، جن کو ادا کرنا ورثاء پر واجب ہوتا ہے:

مرنے والے کا غسل وکفن اور تدفین

نمبر(۱)..... مرنے والے کے غسل وکفن، اور اس کی تدفین کا بندوبست وانتظام درمیانہ درجے کے خرچ کے مطابق اس میّت کے مال سے کیا جائے، البتہ اگر مرنے والی کوئی عورت ہے اور اس کا شوہر زندہ ہے، تو پھر اس عورت کے غسل وکفن اور اس کی تدفین کا خرچہ اس عورت پر واجب نہیں ہوگا اور اس کے مال میں سے ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ اس کے شوہر پر واجب ہوگا، بیوی کے علاوہ جتنے بھی خواتین وحضرات ہیں، ان کے غسل وکفن اور تدفین کا خرچہ انہی کے مال سے واجب ہوتا ہے۔

البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے مرنے والے کے غسل وکفن اور تدفین کا خرچ اپنے ذمہ لے لے تو یہ اس کی طرف سے تبرّع اور احسان ہے، جو جائز ہے۔

قرضوں کی ادائیگی

نمبر(۲)..... دوسرا حکم یہ ہے کہ مرنے والے نے جتنے بھی قرضے چھوڑے ہیں، ان تمام قرضوں کو اس کے باقی مال سے ادا کیا جائے، اور اس میں اگر اس کا سارا مال ختم ہو جائے، تو سارا

مال بھی ختم کردیا جائے، ایسی صورت میں ورثاء کا اس کی میراث میں کوئی حق نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص مقروض مر گیا، اور وہ اپنے پیچھے مال وغیرہ بھی چھوڑ کر نہیں گیا، تو اس کے ورثاء پر اپنے مال سے اس کا قرض ادا کرنا ضروری اور واجب نہیں، اور نہ ہی کوئی میت کے ورثاء سے ایسی صورت میں مطالبہ کر سکتا ہے۔

البتہ اگر ورثاء اپنے مرحوم کی خیر خواہی اور اس کی ہمدردی میں اپنے طور پر اپنے مال سے اس کا قرض ادا کردیں تو جائز ہے، اور یہ نہ صرف جائز بلکہ کارِ خیر ہے، اس لئے کہ جب تک اس کے ذمہ قرض رہے گا، اس کی روح جنت میں جانے سے رُکی رہے گی۔

ادائیگیٔ قرض تک حضور ﷺ کا نمازِ جنازہ نہ پڑھانا

چنانچہ سرکارِ دو عالم جنابِ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا ہوتا تھا کہ جب کسی شخص کا انتقال ہوتا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے اس کو سرکارِ دو عالم جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا، تو آپ ﷺ سب سے پہلے یہ دریافت فرماتے تھے کہ اس کے

ذمہ کوئی قرض تو واجب نہیں؟ اگر بتایا جاتا کہ اس کے ذمہ کوئی قرض واجب نہیں ہے، تو آپ ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے۔

اور اگر یہ بتایا جاتا کہ اس کے ذمہ قرض ہے تو آپ ﷺ یہ دریافت کرتے کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے، اگر بتایا جاتا کہ جی ہاں! اتنا مال ہے کہ اس کا قرض ادا ہو جائے گا، تو آپ ﷺ نمازِ جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے، اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہوتا کہ جس سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے، تو پھر اگر حاضرین میں سے کوئی اس کے قرض کو ادا کرنے کی ضمانت لے لیتا تو بھی آپ ﷺ نمازِ جنازہ پڑھا دیا کرتے تھے، اور اگر اس کی ضمانت بھی کوئی نہ لیتا، تو آپ ﷺ فرماتے کہ تم اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لو، خود آپ ﷺ اس صورت میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے، اس طرح وہ حضور ﷺ کے نمازِ جنازہ پڑھانے کی سعادت سے محروم ہو جاتا تھا۔

جنازہ نہ پڑھانے کی وجہ

اور آپ ﷺ اس لئے نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، تاکہ لوگوں میں قرض کے ادا کرنے کی فکر پیدا ہو، اور وہ اپنا قرضہ ادا کرنے کا اہتمام کریں، اور اس بات سے ڈریں کہ اگر میں ایسی حالت میں

مرگیا تو سرکارِ دو عالم جناب رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ سے محروم ہو جاؤں گا۔

شروع میں آپ ﷺ کا یہ معمول تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فراخی اور کشادگی عطا فرمائی، اور آپ ﷺ کی آمدنی کے ذرائع بڑھا دیے، تو پھر آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر اس کے قرض ادا کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے، تو میں اس کی جان سے زیادہ اس پر شفیق اور مہربان ہوں، میں اس کا قرضہ ادا کروں گا، (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس طرح آپ ﷺ اس کا قرضہ بھی ادا فرماتے اور ساتھ ہی اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا فرماتے۔

اسی طرح اگر وہ اپنے اہل وعیال کو فقیر اور محتاج چھوڑ جاتا تو آپ ﷺ ان کی کفالت بھی فرماتے تھے۔

ترکہ کے بارے میں تیسرا حکم

اگر مرنے والے نے مال زیادہ چھوڑا ہو اور قرض ادا کر کے بھی مال بچ گیا تو اب اس کے متعلق تیسرا حکم یہ ہے کہ۔

نمبر (۳)..... اگر مرنے والے نے کوئی جائز وصیت کی ہے، تو باقی بچ جانے والے مال میں سے ایک تہائی کے اندر اندر اس کی

وصیت پوری کریں، چاہے اس نے ایک وصیت کی ہو، یا دس وصیتیں کی ہوں۔

تقسیمِ وراثت

نمبر (۴)..... چوتھا حکم یہ ہے کہ وصیت کے بعد باقی بچ جانے والا مال اور ترکہ اس کے ورثاء کے درمیان شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

اللہ پاک نے تقسیمِ وراثت کے سلسلے میں پورا ایک رکوع قرآن شریف میں نازل فرمایا ہے، علماء کرام نے تقسیمِ وراثت کا مکمل طریقہ قرآن وسنّت کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے، جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ میّت کے ورثاء لکھ کر کسی بھی مستند دارالافتاء سے تقسیمِ وراثت کا مسئلہ معلوم کر کے اس کے مطابق مرنے والے کی میراث تقسیم کردیں، یہ بھی ورثاء کی ذمہ داری ہے۔

وصیت کا حکم

مرنے والے کے مال سے متعلق یہ چار حکم ہیں، ان میں سے تیسرا حکم ''وصیت'' کا ہے، جو اس وقت میں بیان کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ عام طور پر بیانات میں وصیت کے حکم کا ذکر بہت کم ہوتا ہے، اور

لوگوں کا مطالعہ بھی اس سلسلے میں بہت کم ہوتا ہے، اس لئے اکثر مسلمان اس کے ضروری احکام سے بھی بے خبر ہیں، ہم سب کو اس نیت سے یہ احکام سننے چاہئیں کہ ہم ان سے باخبر بھی ہوں اور پھر ان کے مطابق عمل بھی کریں۔

وصیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی دیا ہے، جیسا کہ شروع میں جو آیت تلاوت کی گئی ہے، اس میں اس کا ذکر ہے، اسی طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد احادیث میں وصیت کا حکم بیان فرمایا ہے، اور تمام صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہؒ مجتہدین کا اس کے جواز پر اجماع اور اتفاق ہے، اس لئے یہ حکم نہایت مضبوط اور قوی ہے۔

وصیت کی تاکید

احادیث میں وصیت کی تاکید اور فضیلت بھی بہت زیادہ آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیْءٌ يُوصٰى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَ وَصِيَّتُهُ

مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهٗ.

ترجمہ

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس مسلمان مرد کے (مال یا آپسی تعلقات کے) معاملے میں کوئی بات وصیت کے قابل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دو راتیں بھی وصیت لکھ کر رکھے بغیر نہ گزارے۔'' (بخاری ومسلم)

یعنی جس کے ذمہ کسی ضروری بات یا چیز کی وصیت ضروری ہو، اس کو چاہئے کہ فوراً اس کو لکھ کر رکھے یا اپنے ورثاء کو زبانی بتادے، بہتر یہ ہے کہ اس کو لکھ کر رکھے، کیونکہ زبانی وصیت میں بھول چوک ہوسکتی ہے۔

حدیث میں دوراتوں کی مثال دینے کا مطلب یہ نہیں کہ ایک رات گزار سکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اس میں ذرا بھی تاخیر نہ کریں، جب اور جس وقت آپ پر کسی چیز کی وصیت ضروری ہوجائے، تو بلاتاخیر اس کو لکھ لیں، اس میں تاخیر نہ کریں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ بالا روایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری مگر یہ کہ میری وصیت

میرے پاس لکھی ہوئی رکھی ہوتی تھی۔ (مسند احمد)

وصیت کی فضیلت

حدیث شریف سے وصیت کی یہ فضیلت ثابت ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ مَاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَاتَ عَلٰى سَبِيلٍ وَ سُنَّةٍ وَ مَاتَ عَلٰى تُقًى وَ شَهَادَةٍ وَ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهُ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ.

ترجمہ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص وصیت کر کے مرا (یعنی جس شخص نے اپنی موت کے وقت اپنے مال کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں مثلاً فقراء کو دینے کی وصیت کی) تو وہ راہِ مستقیم اور پسندیدہ طریقہ پر اور تقویٰ و شہادت پر مرا (یعنی متقیوں اور شہیدوں میں داخل ہوا) اور اس حال میں مرا کہ اس کی مغفرت کی گئی۔'' (ابنِ ماجہ)

گویا شہادتِ حکمی اس کو حاصل ہوئی، اور بخشا بخشایا مرا، معلوم ہوا کہ جو شخص وصیت نہیں کرے گا، اس کا معاملہ اِس کے اُلٹ ہوگا۔

وصیت کے درجات

حضراتِ علماءِ کرامؒ نے فرمایا کہ وصیت کے مختلف درجات ہیں، بعض صورتوں میں وصیت فرض ہوتی ہے، بعض صورتوں میں واجب ہوتی ہے، بعض صورتوں میں جائز اور مباح اور بعض صورتوں میں ناجائز ہوتی ہے۔

فرض وصیت کی مثال

مثلاً کسی آدمی کے ذمہ نمازیں قضا ہیں، حکم یہ ہے کہ جس کے ذمہ نمازیں قضا ہوں، وہ فوراً ان کو ادا کرلے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وصیت بھی کرے کہ میری اتنی نمازیں قضا ہیں، اس ترتیب سے میں ادا کررہا ہوں، اس دوران اگر میرا انتقال ہوجائے، تو حساب کرکے میری باقی نمازوں کا فدیہ ادا کردینا، چونکہ نماز فرض ہے، اس لئے اس کا فدیہ کرنے کی وصیت بھی فرض ہے۔

اسی طرح رمضان کے روزے اگر کسی کے ذمہ قضا ہیں، اس کو چاہیئے کہ جتنی جلدی ہوسکے، ان کو ادا کرے، بعض عورتوں کے قدرتی مجبوری کی وجہ سے رمضان کے بہت سے روزے قضا ہوجاتے ہیں، بعض عورتیں اس معاملے میں بہت زیادہ غفلت کرتی ہیں، ان کے

کئی کئی رمضان کے روزے قضا ہو جاتے ہیں، اور وہ ان کو ادا کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتیں، ان کا حکم یہ ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے، وہ اس کو ادا کریں، ورنہ وصیت کریں، یہ وصیت فرض ہے، کیونکہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔

ایسے ہی زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے، تو اس کی وصیت بھی فرض ہے، حج فرض ہے، تو اس کی وصیت بھی فرض ہے، بعض مرتبہ عورتوں پر حج فرض ہو جاتا ہے، لیکن ان کو سفرِ حج میں جانے کے لئے محرم نہیں ملتا، اور بغیر محرم کے جانا جائز نہیں، تو ایسی صورت میں ان کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی وصیت لکھ کر رکھیں کہ میرے ذمہ حج فرض ہے، لیکن محرم نہ ہونے کی وجہ سے میں حج پر نہ جا سکی، لہٰذا اگر اسی حالت میں میرا انتقال ہو جائے، تو میرے مرنے کے بعد میرے پیسوں سے میرا حجِ بدل کروا دینا۔

واجب وصیت کی مثال

ایسے ہی بعض صورتوں میں وصیت واجب ہوتی ہے، جیسے کسی کے ذمہ قربانی واجب ہے، اور اس نے نہیں کی، فطرہ واجب تھا، ادا نہیں کیا، منّت مانی تھی، وہ پوری ہو گئی، لیکن اس کو ادا نہیں کیا، قسم کھائی

اور توڑ دی، اس پر کفارہ واجب تھا، کفارہ نہیں دیا، ایسی صورت میں ان کی وصیت بھی واجب ہے، زبانی یا تحریری طور پر اپنے ورثاء کو آگاہ کرے کہ میرے ذمہ یہ چیزیں واجب ہیں، اگر میں زندگی میں ان کو ادا نہ کر سکوں تو میرے مرنے کے بعد ان کو ادا کر دیا جائے۔

ایسے ہی کسی کا قرض آپ کے ذمہ ہے، اوّل تو زندگی میں اس کو ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے، اور جتنا جلدی ہو سکے، اس کو ادا کر دینا چاہیے، لیکن اگر جلدی سے ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے، یا اس کا امکان نہیں ہے تو اس کی وصیت واجب ہے، اور مستحب یہ ہے کہ اس پر دو گواہ بنالے، تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے، اگر آپ نے بغیر گواہ بنائے وصیت لکھ کر رکھ دی اور ورثاء نے اس کو تسلیم نہ کیا، تو حق والے کا حق ضائع ہو سکتا ہے، اگر اس پر گواہی ہوگی تو بات پکّی ہو جائے گی، اور صاحبِ حق کو اس کا حق با آسانی مل جائے گا۔

ایسے ہی اگر کسی نے آپ کے پاس امانت رکھوائی ہوئی ہے، جیسا کہ بعض اوقات عورتیں اپنا زیور رکھوا کر پیسے لیجاتی ہیں، بعض مرد اپنی جائیداد وغیرہ کے کاغذات رکھوا دیتے ہیں، آپ کے ذمہ اس کی وصیت واجب ہے کہ فلاں بن فلاں کی جائیداد کے کاغذات یا زیور

وغیرہ میرے پاس امانت ہے، اگر میرا انتقال ہو جائے، تو وہ اس کو واپس کر دیے جائیں۔

مستحب وصیت کی مثال

بعض صورتوں میں وصیت مستحب ہوتی ہے، جیسا کہ کوئی آدمی یہ وصیت کرے کہ میرے انتقال کے بعد میرے مال میں سے ایک تہائی کے اندر اتنے اتنے پیسے مسجد کی تعمیر میں لگا دینا یا اتنے پیسے مدرسے کی تعمیر میں لگا دینا یا اتنے قرآن شریف خرید کر مسجد میں پڑھنے کے لئے رکھوا دینا اور وقف کر دینا یا اتنے پیسوں سے کہیں بورنگ کروا دینا، کنواں کھدوا دینا یا کوئی اور نیک کام کروا دینا، طلبہ وفقراء اور مساکین پر صدقہ کر دینا، یا کسی کو عمرہ کروا دینا، یہ وصیت مستحب ہے، تہائی تک یہ وصیت کر سکتا ہے، لیکن کوشش کرے کہ یہ وصیت تہائی سے کم ہی رہے۔

ناجائز امور کی وصیت بھی ناجائز ہے

ناجائز امور کی وصیت کرنا ناجائز ہے، جیسے کوئی آدمی وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میرا تیجہ کرنا، میرا چالیسواں کرنا یا میری برسی منانا، یا میری قبر سنگِ مرمر کی تختی بنوانا، یا میری قبر پر چراغاں کروانا، گلاب کے پھولوں کی چادر یا کپڑے کی چادر چڑھوانا، یہ سب

کام ناجائز اور بدعت ہیں، لہٰذا ایسے کاموں کی وصیت بھی ناجائز اور بدعت ہے۔

ناجائز وصیت کا پورا کرنا گناہ ہے

اگر کسی نے ایسی وصیت کر دی، تو ورثاء پر اس کا پورا کرنا جائز نہیں، اگر وہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے، ناجائز وصیت کر کے مرنے والا تو گنہگار ہو چکا، اب اگر ورثاء اس کی وصیت کو پورا کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے، لہٰذا ورثاء پر واجب ہے کہ وہ ان ناجائز وصیتوں کو پورا کرنے سے باز رہیں۔

ہمارے یہاں وصیت کرنے کا کوئی رواج نہیں، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وصیت زندگی کے آخری حصے میں ہوتی ہے، ابھی تھوڑا ہی مرر رہے ہیں؟ کہ وصیت کریں، جب مرنے لگیں تو وصیت کر دیں گے، حالانکہ کسی کے پاس کیا ضمانت ہے کہ وہ ابھی نہیں مرے گا، ضرور بڑھاپے میں مرے گا؟ موت تو بچوں کو بھی آ رہی ہے، جوانوں کو بھی آ رہی ہے، ادھیڑ عمر والوں کو بھی آ رہی ہے، بوڑھوں کو بھی آ رہی ہے، آپ کے پاس کیا ضمانت ہے کہ آپ ستر سال کے بعد مریں گے۔

وصیت کا تعلق زندگی سے ہے

دوسری بات یہ ہے کہ جب مرنے لگیں گے تو کیا اس وقت وصیت کرنے کا اختیار آپ کے ہاتھ میں ہوگا؟ مرتے وقت اور روح نکلتے وقت وصیت نہیں ہوسکتی، وصیت کا تعلق زندگی سے ہے، اور زندگی خواہ عمر کے شروع کی ہو، یا درمیان کی، یا آخرِ عمر کی، سب برابر ہے، لہٰذا یہ بالکل غلط بات ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ جب میں مروں گا تو وصیت کروں گا، ابھی وصیت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ جب کوئی مسلمان عاقل، بالغ ہوگیا، تو اس پر مذکورہ بالا تفصیل سے وصیت کرنے کا حکم لاگو ہوگیا، لہٰذا جس کے ذمہ وصیت واجب ہو، اس کو چاہئے کہ اپنی صحت والی زندگی میں ہی وصیت کر کے فارغ ہو جائے، اگر صحت کی حالت میں وصیت نہ کی تو بیماری میں وصیت کر دے، بہر حال! اپنی زندگی میں مرنے سے پہلے پہلے وصیت کر دے۔

وصیت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے

وصیت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، جیسے جیسے حالات آتے جائیں، اس میں تبدیلی کرتے جائیں، مثلاً قرض کا معاملہ ہے، یہ ساری زندگی چلتا رہتا ہے، آدمی کا لین دین جاری رہتا ہے، جب قرض لے

لے، تو لکھ دے، ادا کر دے تو کاٹ دے، اسی طرح امانت میں بھی لین و دین چلتا رہتا ہے، جب امانت رکھیں، لکھ لیں، اور جب ادا کر دیں تو کاٹ دیں، اس طرح سے وصیت نامہ زندگی کے ساتھ ساتھ چلتا اور بدلتا رہتا ہے، اور وقتاً فوقتاً اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

کُل مال کی ایک تہائی تک وصیت کر سکتا ہے

وصیت کے بارے میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ اپنے کل مال کی ایک تہائی تک وصیت کرنے کا اختیار ہے، باقی دو تہائی ورثاء کا حق ہے، اگر کوئی ایک تہائی سے زیادہ یا اپنے سارے مال کی کسی کو دینے کی وصیت کر دے، جس سے اس کے ورثاء اس کی وراثت سے محروم ہو جائیں، ناجائز ہے، اگر کوئی ایسی وصیت کر دے، تب بھی اس کو ایک تہائی تک محدود کر دیا جائے گا، اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا "غَيْرَ مُضَارٍّ" کہ وہ اپنی وصیت کے ذریعے ورثاء کو نقصان پہنچانے والا نہ ہو۔

ایک حدیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

وَعَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةَ بِطَاعَةِ

اللّٰهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ، ثُمَّ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ)

ترجمہ

''حضرت ابو ہریرہؓ رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا'' (بعض) مرداورعورت ساٹھ برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، مگر جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ (وارثوں کو) نقصان پہنچاتے ہیں، لہٰذاان کے لئے دوزخ ضروری ہوجاتی ہے'' اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ'' یعنی (ورثاء اپنے حصے کی) وصیت پوری کرنے کے بعد جس کی وصیت کی جائے یادین کے بعد بشرطیکہ (وصیت کرنے والا) کسی کو ضرر نہ پہنچائے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت ارشادربّانی ''وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' (اور یہ بڑی کامیابی ہے) تک تلاوت کی ہے۔

(ترمذی،ابو داؤدؒ،ابن ماجہؒ)

اس کی تشریح میں علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ مثلاً وہ اپنا سارا مال اپنے کسی دوست کو دینے کی وصیت کر دیں، تا کہ میرے مرنے کے بعد میرا سارا مال میرے دوستوں کو ملے، میرے ورثاء کو نہ ملے، یا دوستوں کے لئے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کریں، تا کہ ورثاء کو کم ملے، یہ سب ورثاء کو نقصان پہنچانے میں داخل ہے، اور سراسر ناجائز ہے، متعدد احادیث میں آپ ﷺ نے ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وصیت کا واقعہ

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ قَالَ: مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَیْتُ عَلَی الْمَوْتِ فَأَتَانِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِیْ مَالًا کَثِیْرًا وَ لَیْسَ یَرِثُنِیْ إِلَّا ابْنَتِیْ أَفَأُوْصِیْ بِمَالِیْ کُلِّهِ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَثُلُثَیْ مَالِی؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالشَّطْرِ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالثُّلُثِ؟ قَالَ: الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ إِنَّکَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ أَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ. (متفق علیه)

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال اتنا بیمار ہوا کہ موت کے قریب اور کنارہ پر پہنچ گیا، چنانچہ جب رسول کریم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس بہت مال ہے، مگر ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں ہے، تو کیا میں اپنے سارے مال کے بارہ میں وصیت کر جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' پھر میں نے عرض کیا کہ کیا دو تہائی کے بارہ میں وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے پوچھا: نصف کے لئے؟ فرمایا: نہیں، میں نے پوچھا: ایک تہائی کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تہائی مال کے بارہ میں وصیت کر سکتے ہو، اگرچہ یہ بھی بہت ہے، اور یاد رکھو، اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار و خوشحال چھوڑ جاؤ گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو مفلس چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے

پھریں، جان لو، تم اپنے مال کا جو بھی حصہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے جذبہ سے خرچ کرو گے تو تمہیں اس کے خرچ کا ثواب ملے گا، یہاں تک کہ تمہیں اس لقمہ کا بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ تک لے جاؤ گے۔'' یعنی اس کے منہ میں ڈالو گے۔

(بخاریؒ ومسلمؒ)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وصیت کا دوسرا واقعہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ قَالَ: عَادَنِی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ أَنَا مَرِیضٌ فَقَالَ: أَوْصَیْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: بِکَمْ؟ قُلْتُ: بِمَالِی کُلِّهِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ. قَالَ: فَمَا تَرَکْتَ لِوَلَدِکَ؟ قُلْتُ: هُمْ أَغْنِیَاءُ بِخَیْرٍ. فَقَالَ: أَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَا زَالَتُ أُنَاقِصُهُ حَتّٰی قَالَ: أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَ الثُّلُثُ کَثِیرٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

ترجمہ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ جب میں بیمار تھا تو رسولِ کریم ﷺ مجھے پوچھنے آئے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ''ہاں''

آپ ﷺ نے فرمایا'' کتنے مال کی وصیت کا تم نے ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو اللہ کی راہ میں اپنے سارے مال کی وصیت کرنے کا ارادہ کرلیا ہے، آپ نے فرمایا، اولاد کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا: وہ خیر سے خود مالدار خوشحال ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا'' (اگر وصیت کرنا ہی چاہتے ہو تو) اپنے مال کے دسویں حصہ کے بارہ میں وصیت کرو''حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کی بتائی ہوئی اس مقدار کو بار بار کم کہتا رہا تو (میرے اصرار پر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تہائی مال کے بارہ میں وصیت کردو، اگرچہ تہائی بھی بہت ہے۔ (ترمذیؒ)

وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں

ایسے ہی کوئی شخص اپنے کسی وارث کے حق میں بھی وصیت نہیں کرسکتا، کیونکہ وارثوں کے حصے اللہ پاک نے خود ہی مقرر کردئے ہیں، جن میں سے آٹھ عورتیں اور چار مرد ہیں، جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں خود مقرر فرمادئے ہیں، لہٰذا جب ان کا حصہ مقرر ہوچکا تو اب ان کے حق میں وصیت کرنے کی ضرورت نہیں، اس لئے

آپ ﷺ نے ورثاء کے حق میں وصیت کرنے سے منع فرمایا، حدیث یہ ہے:

وَعَنْ أَبِی أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِی خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: إِنِ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ.

ترجمہ

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے، لہٰذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔ (ابوداؤدؒ، ابنِ ماجہؒ)

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تمام ورثاء راضی ہوں، تو وارث کے حق میں بھی وصیت ہوسکتی ہے۔

ورثاء کے راضی ہونے کا کب اعتبار ہے؟

لیکن زندگی میں ان کے راضی ہونے کا اعتبار نہیں ہے، وصیت کرنے والے کے انتقال کے وقت ان کی رضامندی کا اعتبار

ہے، مثلاً باپ کی زندگی میں سب راضی تھے کہ فلاں دوکان فلاں بیٹے کو دیدی جائے، باپ نے وصیت لکھ دی کہ فلاں دوکان فلاں بیٹے کو دیدیجائے، لیکن جب باپ کا انتقال ہوا، تو سب ناراض ہو گئے، اور کہنے لگے کہ دوکان کو بھی ترکہ میں شامل کرو، لہٰذا باپ نے زندگی میں سب کی رضامندی سے ایک بیٹے کو دوکان دینے کی جو وصیت کی تھی، انتقال کے بعد ورثاء کے ناراض ہونے سے وہ باطل ہو جائے گی، اور وہ دوکان بھی ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگی۔

بہر حال! ہمیں اپنی زندگی میں وصیت کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

وصیت لکھنے کا طریقہ

اکثر لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وصیت لکھتے کیسے ہیں؟ اس سلسلے میں یہ عرض کردوں کہ وصیت زبانی بھی معتبر ہے اور تحریراً بھی معتبر ہے، لیکن سلفِ صالحین کا عام معمول لکھنے کا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ لکھی ہوئی وصیت محفوظ رہتی ہے، اور وصیت لکھنے کے بعد اس کو چھپا کر بھی نہیں رکھنا چاہئے، بعض لوگ وصیت لکھ کر چھپا کر رکھ دیتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک بھی تاکید کرتے ہیں کہ میری زندگی میں اس کو مت کھولنا، جب میرا انتقال ہو جائے، جب کھولنا، یہ طریقہ صحیح

نہیں ہے، بلکہ پنی وصیت اپنی زندگی میں لکھ کر ورثاء کو بتا دینی چاہئے، کیونکہ جب ان کو وصیت کا علم ہوگا، جب ہی وہ اس پر عمل کر سکیں گے۔

وصیت کی کئی نقول ہونی چاہئیں

بلکہ احتیاط کی بات یہ ہے کہ وصیت کی کئی نقول ہونی چاہئیں، کیونکہ بعض اوقات اس کی ایک ہی کاپی ہوتی ہے، اور وہ کہیں گم ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس وصیت پر عمل مشکل ہو جاتا ہے، چنانچہ حال ہی میں ایک بڑے عالم کا انتقال ہوا، ان کے داماد نے بتلایا کہ انہوں نے مجھے کہہ رکھا تھا کہ میں نے اپنی وصیت اپنی جیب ہی میں پرس میں رکھی ہوئی ہے، جب میرا انتقال ہو جائے، تو سب سے پہلے میرا وصیت نامہ کھولنا اور اس پر عمل کرنا، ان کے انتقال کے بعد پرس مل ہی نہیں رہا، اب وصیت پر عمل کیسے کریں؟ اگر ان کی وصیت کی کئی نقول ہوتیں، ایک بیوی کے پاس ہوتی، ایک بیٹے کے پاس ہوتی، ایک گھر میں ہوتی، ایک دفتر میں ہوتی، تو وہ مل جاتی، اور اس پر عمل ہو جاتا، تو یہ تجربے کی بات ہے کہ وصیت لکھنی بھی چاہئے، اور اس کے بارے میں گھر والوں کو آگاہ بھی رکھنا چاہئے اور اس کی کئی نقول بنا کر بھی رکھ لینی چاہئیں۔

''وصیت نامہ'' تحریر کرنے کا طریقہ

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک کاپی لیکر شروع میں بسم اللہ لکھیں، اور اس کے نیچے ''وصیت نامہ'' لکھ کر اس کے نیچے اپنا نام لکھ دیں، کہ فلاں ابن فلاں کا یہ وصیت نامہ ہے، تاکہ معلوم ہو کہ یہ وصیت نامہ کس کا ہے؟

عبادات کی تفصیل لکھیں

اس کے بعد اگلے صفحہ پر اپنی تمام عبادتوں کی تفصیل لکھ دیں، مثلاً آج کی تاریخ تک میرے ذمہ کوئی نماز قضا ہے یا نہیں؟ روزہ قضا ہے یا نہیں؟ حج فرض ہے اور نہیں کر سکا، یا فرض ہی نہیں، زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ یا فرض ہے اور ادا کر دی ہے یا نہیں؟ اسی طرح باقی عبادات کو لے لیں۔

معاملات کی تفصیل لکھیں

اس کے بعد اگلے صفحے پر معاملات کی تفصیل لکھیں، کسی سے قرضہ لیا ہے، لکھیں، کسی کو قرضہ دیا ہے، لکھیں، امانت رکھوائی ہے، لکھیں، کسی کی امانت اپنے پاس رکھی ہے، تو لکھیں، اسی طرح دوکان

وغیرہ کے حساب وکتاب کے بارے میں لکھ دیا جائے کہ وہ فلاں فلاں رجسٹر یا کاپی میں ہے، اسی طرح سے تمام معاملات کی تفصیل لکھ لیں۔

املاک کی تفصیل لکھیں

اس کے بعد ایک صفحہ پر اپنی تمام املاک لکھیں، آج کی تاریخ میں آپ کی ملکیت میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ کتنے پلاٹ ہیں؟ کتنی دوکانیں ہیں؟ کتنے زیورات ہیں؟ کتنے ڈالر ہیں؟ کتنے ریال ہیں؟ کتنی کرنسی ہے؟ کہاں کہاں بینک بیلنس ہے؟ سب لکھیں، کیونکہ آپ کے بعد آپ کا لیا ہوا قرض بھی ادا کرنا ہے، اگر آپ کے ذمہ کچھ فرائض وواجبات ہیں، اور ان کے ادا کرنے کی آپ نے وصیت کی ہے، تو ان کا فدیہ وغیرہ بھی ادا کرنا ہے، اور اگر دیگر وصیتیں ہوئیں، تو ان کو بھی پورا کرنا ہے، میراث بھی تقسیم کرنی ہے، اگر سب کچھ لکھا ہوا ہوگا تو ورثاء کے لئے آسانی ہوگی، اور اگر لکھا ہوا نہ ہوگا، تو ورثاء کو پریشانی لاحق ہوگی۔

اکثر لوگ اپنی مملوکہ چیزوں کی تفصیل چھپا کر رکھتے ہیں، اپنی مملوکہ چیزوں کے بارے میں اپنے گھر والوں تک کو نہیں بتاتے، ایسا نہیں کرنا چاہئے، کم از کم گھر والوں کو معلوم ہونا چاہئے، کیونکہ اس کے

مرنے کے بعد ان چیزوں کا وارث انہی کو بننا ہے، اگر ان کو پتہ ہوگا کہ فلاں چیز بھی مرحوم کی ملکیت میں ہے، تو وہ با آسانی اس میں یہ مذکورہ چار حکم جاری کرسکیں گے۔

مستحب وصیت کی تفصیل بھی لکھ سکتے ہیں

اس کے بعد اگر دل چاہے تو مستحب وصیت کی تفصیل بھی لکھ دیں کہ مثلاً ایک تہائی کے اندر اندر میرے لئے فلاں فلاں نیک کام کردئے جائیں، جن کا ذکر پہلے آچکا، کیونکہ یہ نیک کام اس کے لئے صدقۂ جاریہ ہوں گے، جن کا ثواب مرنے کے بعد اس کو ملے گا، جبکہ وہ اس کا محتاج ہوگا، چنانچہ ایک تہائی تک اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ حق دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنا یہ حق استعمال کرلے۔

عمومی وصیت

آخر میں اگر چاہے تو اپنے بیٹوں، بیٹیوں، پوتوں، پوتیوں، اپنے نواسوں، نواسیوں کو، اپنے مخصوص متعلقین کو عمومی وصیتیں کردے مثلاً میرے مرنے کے بعد سنّت پر قائم رہنا، میرا غسل وکفن سنّت کے مطابق کرنا، مجھے جلدی سے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردینا، لوگوں کے اکٹھا ہونے کا انتظار نہ کرنا، غیر ضروری تاخیر نہ کرنا، میرے جنازے

کے ساتھ کوئی بدعت اور رسم نہ کرنا، اور میرے مرنے کے بعد ہو سکے تو کچھ ایصالِ ثواب کرتے رہنا، اور بزرگوں سے تعلّق رکھنا وغیرہ۔

نیک لوگوں کی وصیتیں

یہ خیر خواہی اور ہمدردی کی وصیت ہے، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبعِ تابعینؒ، ائمۂ مجتہدین، سلفِ صالحین سب کی وصیتیں موجود ہیں، ہمارے اکابر کی وصیتیں بھی موجود ہیں "تعلیمُ الدّین" کے آخر میں حکیم الأمت حضرت تھانویؒ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی بہت سی وصیتیں بیان فرمائی ہیں، اور خود حضرت تھانویؒ کی وصیتیں موجود ہیں، اور حضرتؒ نے اپنے معاملات کی ایسی جامع تحریر چھوڑی تھی کہ آپ کے بعد آپ کی تقسیمِ وراثت کے سلسلے میں ذرّہ برابر شبہ کہیں پیش نہیں آیا۔

ایسے ہی ہمارے حضرت، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، جو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے، ان کی وصیتیں بھی تفصیل سے لکھی ہوئی ہیں، حضرتؒ کا ایک عمومی وصیت نامہ باقاعدہ چھپا ہوا ہے، جو پڑھنے کے قابل ہے، اس کے ساتھ ہی حضرتؒ نے ایک خصوصی وصیت بھی لکھی تھی، حضرت مفتی صاحبؒ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ الحمد للہ!

ہم اس لکھی ہوئی وصیت کے مطابق آدھے گھنٹے میں تقسیمِ وراثت سے فارغ ہوگئے۔

ایسے ہی میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحبؒ کی وصیت بھی الحمدللہ موجود ہے، اسی طرح حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحبؒ نے تحریری اور زبانی وصیت فرمائی، وہ بھی موجود ہے۔

یہ وہ بزرگ ہیں جو ہمارے زمانہ کے ہیں، ہم نے ان کو دیکھا ہے اور ہم ان کے نام لیوا ہیں، اور ان کے نقشِ قدم پر ہم چلتے ہیں، لہٰذا اُن کی اِن باتوں پر بھی عمل کرنا چاہیے، اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو مرنے سے پہلے پہلے اپنی وصیت تیار کر لینی چاہیے، اور پسماندگان کو بتا دینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

و آخر دعوانا أن الحمدللّٰه ربّ العٰلمین

O

(اس کے بعد وصیت نامہ کا نمونہ ملاحظہ ہو!)

وصیت نامہ

بندہ/ بندی :...

مکمل پتہ :...

....

دستخط :...

شناختی کارڈ نمبر:...

مکتبۃ الاسلام کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ

الّذین اصطفیٰ ط

اما بعد!

اللہ پاک نے مرنے کے بعد کے لئے جو احکام عطا فرمائیں ہیں، ان میں ایک حکم وصیت کرنا ہے، احادیثِ طیبہ میں اسکی بڑی تاکید اور فضیلت آئی ہے چنانچہ پہلے چند احادیث ملاحظ ہوں، اسکے بعد بندہ/ بندی کی خاص اور عام وصیت کی تفصیل ہے، میرے ورثاء کو ان کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

وصیت کرنے والا سیدھے اور سنت راستہ پر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا سے وصیت کر کے گیا، وہ سیدھے راستہ پر اور سنّت کے راستہ پر گیا، وہ تقویٰ اور شھادت پر مرا اور مغفرت کی حالت میں دنیا سے گیا۔ (ابن ماجہ)

دو راتیں بھی بغیر وصیت نامہ کے نہ گزریں

''حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس مسلمان مرد کے (مال یا آپس کے تعلقات کے) معاملے میں کوئی بات وصیت کے قابل ہوتو اسے چاہیئے کہ وہ دو راتیں بھی وصیت لکھے بغیر نہ گزارے۔'' (بخاری ومسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں: اس حدیث شریف کے بعد میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری مگر یہ کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی رکھی تھی، اس لئے وصیت لکھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ (مسند احمد بزیادہ)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'' جو شخص وصیت کر کے مرا (یعنی جس شخص نے اپنی موت کے وقت اپنے مال کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں مثلاً فقراء کو دینے کی وصیت کی) تو وہ راہِ مستقیم اور پسندیدہ طریقہ پر اور تقویٰ وشہادت پر مرا (یعنی متقیوں اور شہیدوں میں داخل ہوا) اور اس حال میں مرا کہ اس کی مغفرت کی گئی۔'' (ابنِ ماجہ)

وصیت تہائی مال تک درست ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال اتنا بیمار ہوا کہ موت کے قریب اور کنارہ پر پہنچ گیا، چنانچہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس بہت مال ہے، مگر ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں ہے، تو کیا میں اپنے سارے مال کے بارے میں وصیت کر جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں''، پھر میں نے عرض کیا کہ کیا دو تہائی کے بارے میں وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے پوچھا: نصف کے لئے؟ فرمایا: نہیں، میں نے پوچھا: ایک تہائی کے لئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تہائی مال کے بارے میں وصیت کر سکتے ہو، اگر چہ یہ بھی بہت ہے، اور یاد رکھو! اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار و خوشحال چھوڑ جاؤ گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو مفلس چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں، جان لو، تم اپنے مال کا جو بھی حصہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے جذبہ سے خرچ کرو گے تو تمہیں اس کے خرچ کا ثواب ملے گا، یہاں تک کہ تمہیں اس لقمہ کا بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ تک لے جاؤ گے۔'' (بخاریؒ و مسلمؒ)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ جب میں بیمار تھا تو رسولِ کریم ﷺ مجھے پوچھنے آئے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ "ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا" کتنے مال کی وصیت کا تم نے ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے سارے مال کی وصیت کرنے کا ارادہ کرلیا ہے، آپ نے فرمایا، اولاد کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا: وہ خیر سے خود مال دار خوشحال ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا "(اگر وصیت کرنا ہی چاہتے ہوتو) اپنے مال کے دسویں حصّہ کے بارے میں وصیت کرو" حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کی بتائی ہوئی اس مقدار کو بار بار کم کہتا رہا تو (میرے اصرار پر) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تہائی مال کے بارے میں وصیت کردو، اگر چہ تہائی بھی بہت ہے۔ (ترمذیؒ)

وارثوں کے حق میں وصیت درست نہیں

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے، لہٰذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔ (ابوداؤدؒ، ابنِ ماجہؒ)

تشریح

البتہ بعض روایات میں ہے کہ اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو وارث کے حق میں وصیت ہوسکتی ہے، لیکن اس میں دیگر ورثاء کی وہ رضا مندی معتبر ہے جو وصیت کرنے والے کے انتقال کے وقت ہو، اسکی زندگی میں ورثاء کی رضامندی معتبر نہیں ہے اور ورثاء کا عاقل و بالغ ہونا بھی ضروری ہے، نابالغ اور مجنون کی رضامندی معتبر نہیں۔

وصیت سے ورثاء کو نقصان پہنچانا جائز نہیں

''حضرت ابو ہریرہؓ رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا'' (مرد اور عورت ساٹھ برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، مگر جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ (وارثوں کو) نقصان پہنچاتے ہیں، لہٰذا ان کے لئے دوزخ ضروری ہوجاتی ہے'' اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی: ''مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ'' یعنی (ورثاء اپنے حصے کی) وصیت پوری کرنے کے بعد جس کی وصیت کی جائے یا دین کے بعد بشرطیکہ (وصیت کرنے والا) کسی کو ضرر نہ پہنچائے۔''

وصیت کی دو قسمیں ہیں

(۱)......خاص وصیت

(۲)......عام وصیت

(۱)......خاص وصیت

خاص وصیت وہ ہے جس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے، اس کے بارے میں درج ذیل امور کی الگ الگ وصیت کرنی چاہئے! مثلاً

عبادات

نمازیں

مثلاً میرے بالغ ہونے کے بعد سے میرے ذمہ الحمد للہ کوئی نماز قضا نہیں سب ادا کرلی ہیں اگر کچھ نمازیں قضا ہوں تو ان کا محتاط اندازہ لگا کر لکھیں کہ میرے ذمہ اتنے سالوں یا اتنے مہینوں یا اتنے ہفتوں یا اتنے دنوں کی نمازیں قضا ہیں اور ایک دن کی قضا میں پانچ فرض اور تین وتر کل چھ نمازیں شمار ہوں گی، اس حساب سے کل نمازوں کی تعداد لکھدیں جن کی قضا کرنی آپ کے ذمہ واجب ہے، اور یہ لکھیں کہ

بندہ آج فلاں تاریخ .... سے، روزانہ حتی الامکان قضا نمازوں میں سے اتنی نمازیں مثلاً ایک دن یا ایک ہفتہ کی ادا کرنی شروع کردی ہیں، اسطرح نمازوں کی جو تعداد کم ہوتی رہے گی اسکو میں اس وصیت نامہ میں لکھتا رہوں گا، میرے انتقال کے دن اسکو دیکھ لیا جائے کہ اب کتنی نمازیں باقی رہ گئی ہیں؟ میرے ترکہ میں سے ان باقی نمازوں کا فدیہ ادا کردیا جائے۔

روزے

بالغ ہونے کے بعد سے میرے ذمہ رمضان المبارک کے یا منّت کے یا کفارے کے روزے واجب نہیں، جو بھی فرض واجب ہوئے تھے ادا کر چکا ہوں/کر چکی ہوں۔۔۔یا۔۔

رمضان المبارک کے اتنے روزے مثلاً ایک ماہ کے یا دو ماہ کے یا پندرہ دن کے یا ایک ہفتہ کے، اسی طرح منت کے یا مثلاً قسم کے کفارہ کے تین واجب روزے ادا کرنے باقی ہیں۔ میں حسب استطاعت ان کو ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں/کر رہی ہوں۔ میرے انتقال تک اگر یہ تعداد پوری نہ ہو سکے۔ تو میرے اس وصیت نامہ میں دیکھ کر جتنے روزوں کی قضا مجھ پر واجب رہ جائے، اتنے روزوں کا فدیہ (فی روزہ پونے دو کلو اور احتیاطاً پورے دو کلو خالص گندم یا اس کی بازاری قیمت کی رقم کے حساب سے) کل رقم میرے ترکہ میں سے ادا کر دی جائے۔

زکوٰۃ اور عشر

بالغ ہونے کے بعد سے مجھ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے یا زکوٰۃ فرض ہے، لیکن بندہ ہر سال باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے، فلاں ڈائری یا کاپی میں اس کا حساب درج ہے اس کو دیکھ لیں، اگر کچھ زکوٰۃ باقی رہ گئی ہو تو میرے ترکہ سے اسکو ادا کریں! اور کسی صحیح مستحقِ زکوٰۃ کو مالک اور عملاً قابض بنا کر دیں تا کہ ادائیگی صحیح ہو۔

یا

بندہ پر / بندی پر زکوٰۃ فرض ہے، لیکن اب تک زکوٰۃ نہ دیجا سکی، مثلاً اتنے سالوں مثلاً ایک سال یا دو سال یا تین سال یا چار سال یا دس سال کی زکوٰۃ نہیں دی، میرے اموالِ زکوٰۃ کی تفصیل میری ڈائری یا فلاں کاپی میں لکھی ہوئی ہے اس میں دیکھ کر تمام سالوں کی زکوٰۃ کا حساب لگا کر یا کسی حساب کے ماہر سے حساب لگوا کر مجھ پر باقی فرض زکوٰۃ میرے باقی ترکہ سے ادا کر دی جائے۔

اسی طرح اگر عشر واجب ہو تو اس کی تفصیل بھی لکھ دی جائے اور اس کے ادا کرنے کی وصیت کر دی جائے۔

صدقۂ فطر وغیرہ

بندہ/ بندی پر کوئی واجب صدقہ جیسے صدقۂ فطر یا منت کا صدقہ یا کفاروں کا صدقہ جیسے کفارۂ قسم میں کھانا، کپڑا وغیرہ دینا مجھ پر کچھ واجب نہیں، جو کچھ واجب ہوا الحمد للہ تعالیٰ سب ادا کر دیا ہے۔

اگر کوئی واجب صدقہ ذمہ میں واجب ہو تو ذیل میں اس کی وضاحت کر دیں اور اول تو زندگی میں خود ادا کریں اور اس کی وضاحت کر دیں، اگر کسی وجہ سے زندگی میں ادا نہ کر سکیں تو اسکے ادا کرنے کی وصیت کر دیں کہ میرے مرنے کے بعد اس کو میرے ترکہ میں سے ادا کر دیا جائے اور یہ صدقات زکوٰۃ کے کسی مستحق شخص کو باقاعدہ عملاً مالک اور قابض بنا کر دیں تاکہ ادائیگی درست ہو۔

قربانی

بندہ/ بندی پر قربانی واجب نہیں یا واجب ہوئی تھی لیکن اپنے وقت پر ادا کر دی ہے........ یا........

بندہ/ بندی پر قربانی واجب ہے، لیکن ایک سال یا کئی سال مثلاً دو یا تین یا چار سال سے قربانی نہیں کی، اگر میرا انتقال ہو جائے تو ان سالوں کا حساب لگا کر جتنے سالوں کی قربانی مجھ پر واجب ہے ہر سال کی ہر قربانی کے عوض ایک درمیانے درجہ کے ایک سال کے ایک بکرے یا بکری کی قیمت کے اعتبار سے مجموعی طور پر جتنی رقم بنے وہ میری طرف سے اور میرے ترکہ میں سے کسی زکوٰۃ کے مستحق شخص کو عملاً مالک اور قابض بنا کر دے دیں۔ میری قربانی کا حساب فلاں ڈائری یا فلاں کاپی میں درج ہے اس میں دیکھ لیں یا فلاں کو معلوم ہے اس سے پوچھ لیں!

سجدۂ تلاوت

مجھ پر کوئی سجدۂ تلاوت واجب نہیں، جو سجدۂ تلاوت واجب ہوئے ادا کردیئے ہیں۔۔۔یا۔۔۔

بالغ ہونے کے بعد سے۔۔۔ اتنے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی واجب ہے، بندہ/بندی روزانہ اتنے سجدۂ تلاوت ادا کررہی ہے اس وصیت نامہ میں اس کا اندراج کررہی ہے، اگر میرا انتقال ہوجائے تو اِس ڈائری یا کاپی کو دیکھ کر حساب کرلیا جائے اور جتنے سجدۂ تلاوت واجب ہوں میرے ترکہ سے ان کا فدیہ ادا کردیا جائے۔

معاملات

واجبُ الاداء قرض

ذاتی طور سے مجھ پر کسی کا کوئی قرض واجب نہیں، اگر واجب تھا تو وہ بندہ / بندی ادا کر چکا ہے۔ اور اگر قرض ہو تو اس کو پوری وضاحت سے لکھا جائے!۔

دوکان یا مل یا فیکٹری یا دیگر کاروبار میں نقد وادھار کا لین ودین ہوتا رہتا ہے، اس کا پورا حساب میری فلاں ڈائری یا کاپی میں درج ہے دوکان یا میرے فلاں............ محاسب کے پاس ہے۔اس کو دیکھ کر میرا سارا قرض ادا کر دیا جائے۔قرض خواہ مانگیں یا نہ مانگیں اور انھیں یاد ہو یا نہ ہو، فوراً میرا قرض ادا کر دیں۔

بیوی کا مہر

بیوی کا مہر ادا کر چکا ہوں یا اس نے خوشدلی سے معاف کر دیا ہے یا مہر ادا کرنا باقی ہے، اس کی مقدار یہ ہے............اس کو میرے انتقال کی صورت میں میرے باقی ترکہ سے بیوہ کو ادا کر دیا جائے خواہ وہ مانگے یا نہ مانگے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤوف سکھروی صاحب مدظلہم
کی پُر اثر، مفید، معتبر اور مستند کتب جو ہر گھر کے لئے نہایت نافع اور ضروری ہیں۔
عمدہ ٹائٹل، اعلیٰ طباعت و کتابت اور بہترین کاغذ کے ساتھ اب مکتبۃ الاسلام کراچی
سے براہِ راست دستیاب ہیں۔
علیکم بسنتی
پیاری باتیں
آخری منزل
چند نیکیاں اور ایصال ثواب
عمل مختصر اور ثواب زیادہ
جمعہ کے معمولات
آدابِ سفر
ماہ صفر اور جاہلانہ خیالات
قربانی کے فضائل و مسائل
کامل طریقۂ نماز
نماز فجر اور ہماری کوتاہی
اصلاحی بیانات ۱۰ جلدوں کا سیٹ
خواتین کا طریقۂ نماز
توبہ و استغفار
مروجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت
تقسیم وراثت کی اہمیت
عید سعید اور ہمارے گناہ
مسائل غسل
وضو درست کیجئے
صدقۂ جاریہ کی فضیلت
امتِ مسلمہ کے عروج وزوال کا اصل سبب
دعا کی اہمیت اور اس کے آداب
اپنی اصلاح کیجئے
خواتین کا پردہ
روزانہ کے معمولات
اسماء اعظم اور اسماء حسنیٰ
راہ کے آٹھ حقوق
درود وسلام کے فضائل
تلاوتِ قرآن کے انعامات
باطن کے تین گناہ
مسلمانوں کی مدد کیجئے
صلوٰۃ التسبیح
ٹی وی اور عذابِ قبر
چھ گناہ گار عورتیں
حلال کی برکت اور حرام کی نحوست
مسلمانوں کے چار دشمن
گانا سننا اور سنانا
والدین کے حقوق اور ان کی اطاعت
مکتبۃ الاسلام کراچی
www.sukkurvi.com

بزم علماء والأئمة

الحمدللہ

موقع کی مناسبت سے ہر جمعہ بیان کا عنوان ۔ ۔ ۔ اوراس عنوان پہ تیاری کا مواد بصورتِ کتب فراہم کیا جاتا ہے

برائے رابطہ

علماء ، طلباء اور خطباء کو اس گروپ میں شامل کروائیں